سوال

(710) نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے بارے ایک سوال پر استفسار اور اس کا جواب

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ آپ نے الاعتصام کے شمارہ نمبر ۲۸،۷ ذوالقعدہ ۱۴۲۱ھ جمعة المبارک (مطابق ۲۳ فروری تا یکم مارچ ۲۰۰۱ء) میں (ص۔ ۱۳) پر ضروری وضاحت اور شکریہ کے عنوان کے تحت حافظ زبیر علی زئی صاحب کا شکریہ ادا کیا، کہ انہوں نے نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے بارے میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے اثر کے متعلق آگاہ کیا کہ یہ اثر جامع المسانید ابن کثیر (ص ۵۲۵ ج ۷) میں موجود ہے لیکن یہ اثر سلیمان العطار کی جہالت کی وجہ سے ضعیف ہے۔

اس کے متعلق عرض ہے کہ یہ راوی مجہول نہیں۔ اس راوی کا پورا نام سلیمان بن الحسن بن المنہال العطار، ابوایوب البصری ہے۔ حضرت شیخ الاسلام جناب محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''رجال کتاب القراءة خلف الامام للبیھقی'' میں اس کو ذکر کیا ہے اور تحریر فرمایا ہے، کہ:

اَطلَقَ عَلَیہِ اَبُو بَکرِ الاِسمَاعِیلِیُّ 'اَلعَدلَ' کِتَابُ المُعجَمِ لِاَبِی بَکرِ الاِسمَاعِیلِیِّ (۲ ۶۴۷)۔

وَقَالَ حَمزَةُ بنُ یُوسَفَ السَّہمِیُّ: سَاَلتُ اَبَا مُحَمَّدِ بنَ غُلَامِ الزُّہرِیِّ، عَن سُلَیمَانَ بنِ الحَسَنِ اَبِی اَیُّوبَ العَطَّارِ البَصرِیِّ، فَقَالَ: ہُوَ ثِقَةٌ۔ وَقَالَ اَیضًا: سَاَلتُ الدَّارُ قُطنِی عَن اَبِی اَیُّوبَ سُلَیمَانَ بنِ الحَسَنِ العَطَّارِ البَصرِیِّ، فَقَالَ: لَا بَاْسَ بِہٖ۔ کِتَابُ سُؤَالَاتِ حَمزَةَ بنِ یُوسُفَ السَّہمِیِّ لِلدَّارِ قُطنِی، وَغَیرِہٖ مِنَ المَشَائِخِ (ص ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ رقم الترجمة نمبر ۲۹۴۔ ۲۹۶)

اس لیے یہ راوی مجہول کیسے ہوا بلکہ قابلِ احتجاج ہوا۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس کا جواب محترم حافظ زبیر علی زئی کے قلم سے ہی ملاحظہ فرمائیں! وہ آپ کے اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ: سلیمان بن الحسن، ابوایوب العطار البصری رحمہ اللہ بلاشبہ ثقہ تھے، تاہم ان کا انتقال ۲۶۲ھ میں ہوا۔ دیکھئے تاریخ بغداد (۵۴/۹) المنتظم لابن الجوزی (۱۸۲/۱۲) ترجمہ نمبر ۱۶۷۵۔

جب کہ امام طبرانی، عکا شہر میں ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے۔ (رحمہ اللہ) دیکھئے سیر اعلام النبلاء (۱۱۹/۱۶) اور عام کتب میں ترجمة الطبرانی۔ امام طبرانی رحمہ اللہ کا پہلا سماع ۲۷۳ھ (یعنی تیرہ سال کی عمر) میں ان کے والد نے کرایا۔ (السیر ۱۱۹/۱۶) لہٰذا سلیمان مذکور سے امام طبرانی کا سماع ناممکن و غیر ثابت ہے۔

سندِ مذکور کا راوی سلیمان بن الحسن العطار کوئی دوسرا شخص ہے۔ المعجم الاوسط (۳۸۹/۴) ح: ۳۶۶۳ میں اس کے ساتھ ''المصری'' کا لقب موجود ہے۔ جب کہ اس کی کنیت مجھے کہیں

نہیں ملی۔ لہذا استاذِ طبرانی کی جہالت بدستور باقی ہے۔ کتاب الدعا للطبرانی کے محقق ڈاکٹر محمد سعید بن محمد حسن البخاری نے بھی لکھا ہے کہ :

'لَم اَقِف عَلَیہ' (مقدمہ کتاب الدعا ص ۳۳۸ وکتاب امعار، ح : ۲۰۶۱ ابوایوب البصری کے شاگردوں میں امام طبرانی اور استادوں میں اَبو کَامِلٍ الجَحدَرِی کا نام نہیں ملا۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے یہی روایت فُضَیلِ ابنِ سُلَیمَانَ النُّمیرِی کی وجہ سے السلسلۃ الضعیفۃ ج ۶ ص ۵۶ حدیث نمبر ۲۵۴۴ پر ذکر کرکے ''ضعیف'' قرار دی ہے۔ وما علینا الا البلاغ (زبیر علی زئی)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ :600

محدث فتویٰ